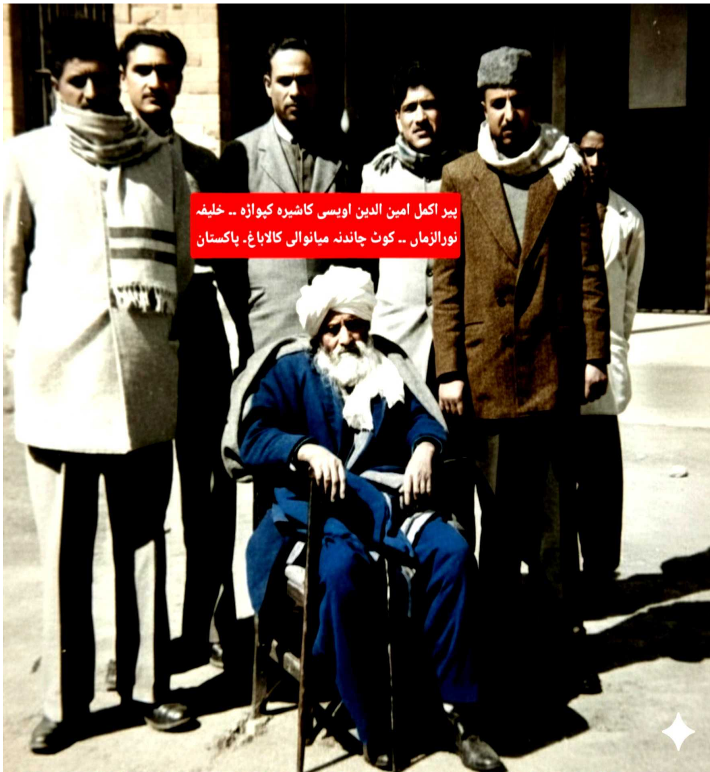
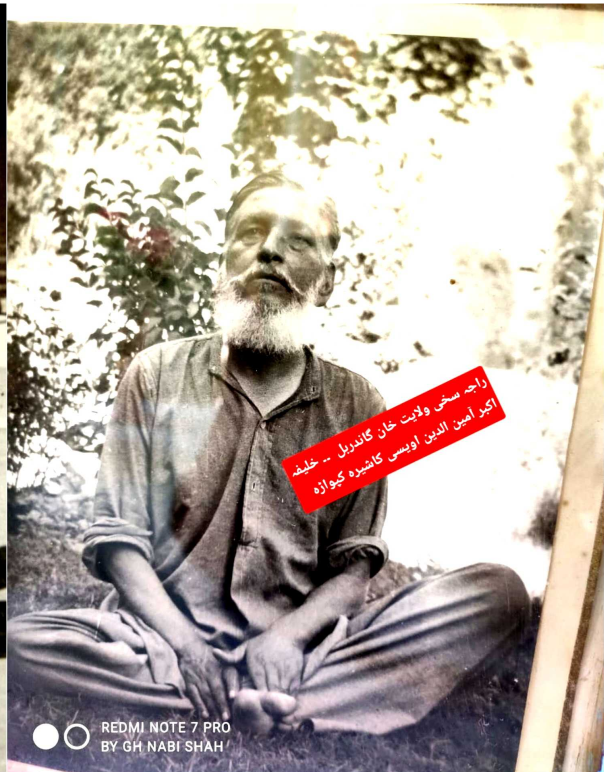
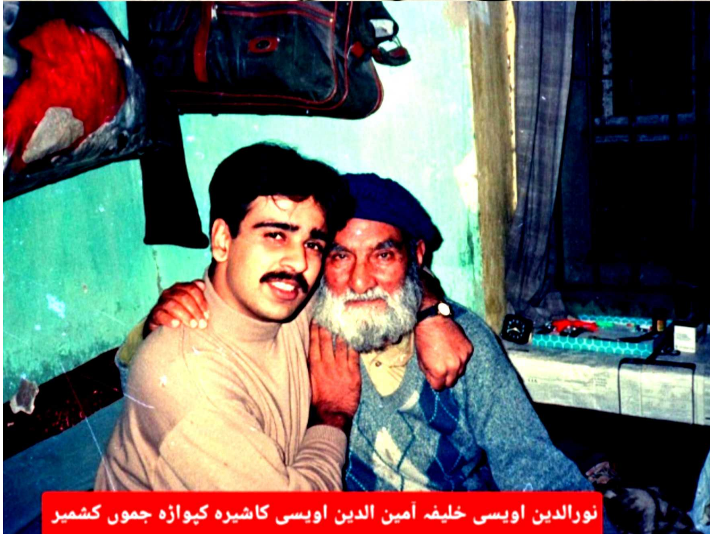

پیر اکمل امین الدین اویسی کاشیرہ کپواڑہ .. خلیفہ
نورالزماں .. کوٹ چاندنہ میانوالی کالاباغ۔ پاکستان


راجہ سخی ولایت خان گاندربل .. خلیفہ
اکبر آمین الدین اویسی کاشیرہ کپواڑہ
REDMI NOTE 7 PRO
BY GH NABI SHAH


نورالدین اویسی خلیفہ آمین الدین اویسی کاشیرہ کپواڑہ جموں کشمیر


بسم اللہ الرحمن الرحیم
صلی اللہ علی حبیبہ محمد و الہ وسلم
صاحب اویسی
Dr. Ramzan
Shab Owasi
Magarmal.Bag
Srinagar
please Subscribe My Youtub



منازل فقر

حقیقت تصوف


علم العرفان



سیرت النبی

روح البیان


نور بصیرت

صراط مستقیم

نور ہدایت


مکتوبات




Type here to search











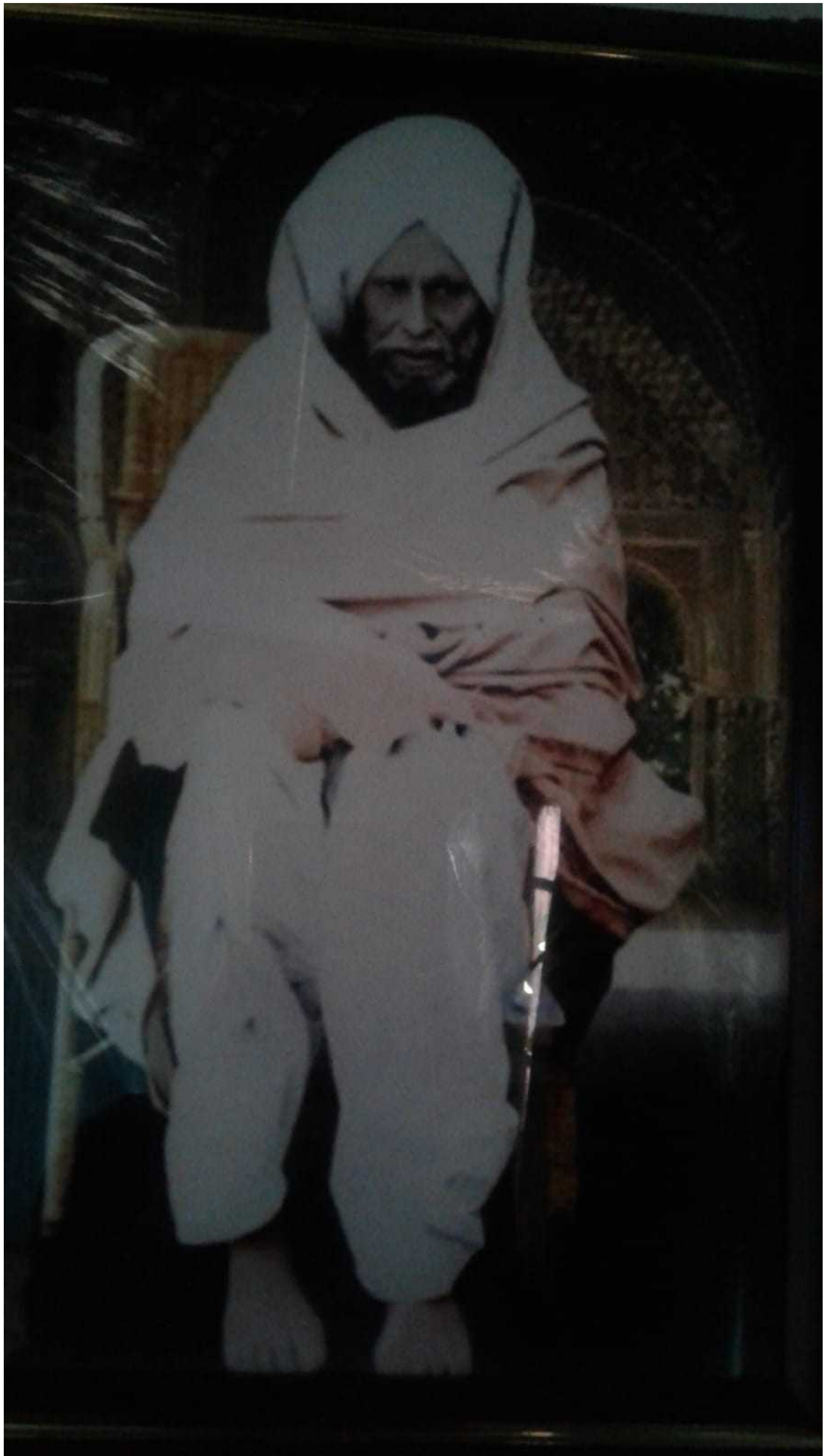






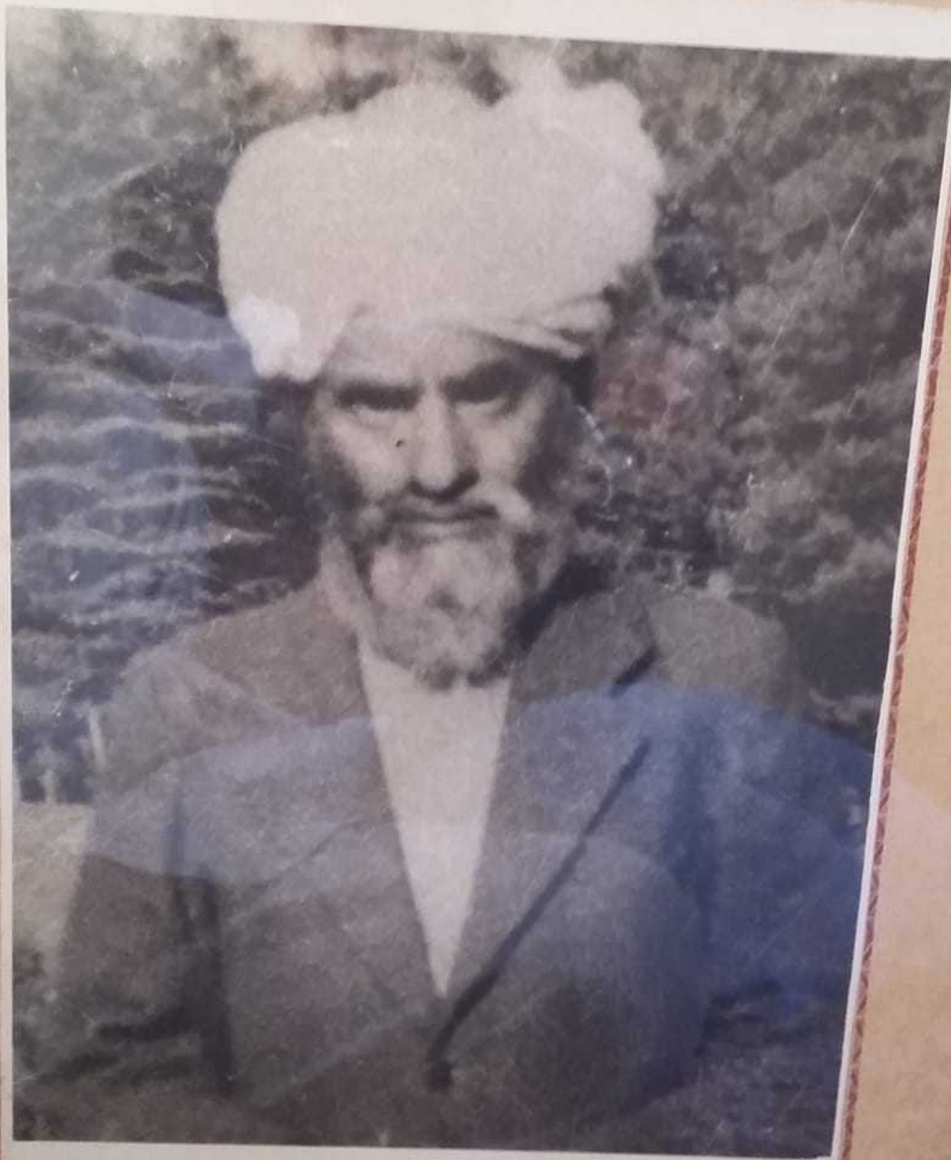

مولانا حافظ محمد عمر قادری



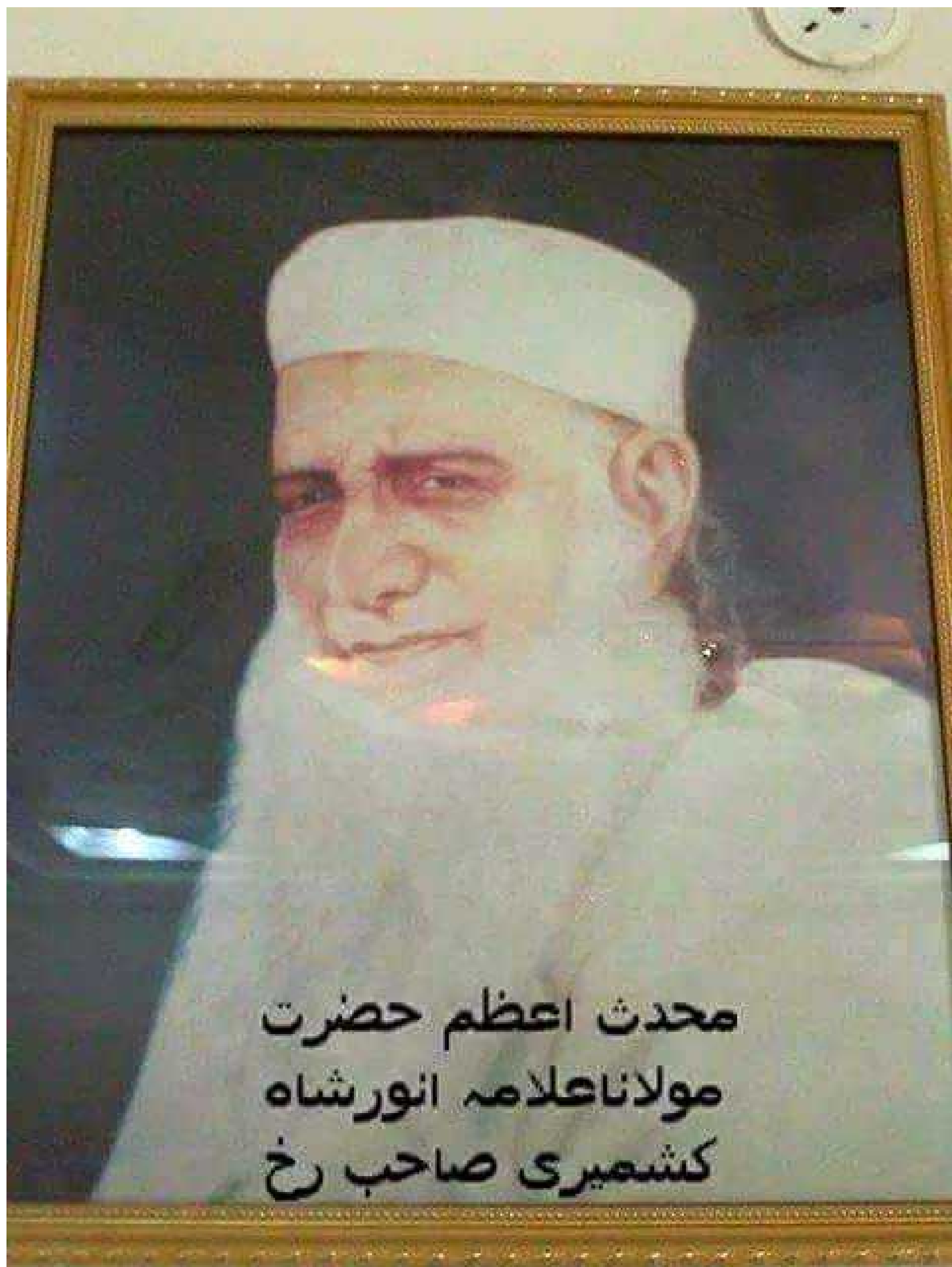








اعلیٰحضرت مولائی مُرشدی حاجی محمدؐ امین صاحب رح اُویسی۔ قادری۔ قلندری نقشبندی۔ کاشیرہ۔ علاقہ کپواڑہ تحصیل ہندواڑہ کشمیر
از خلفاء حضور کوٹوی حضرتِ مولینا فاضل لاثانی قطبِ ربانی سرچشمہ علوم ظاہری و باطنی جناب سید محمدؐ نور الزمان شاہ صاحب رح
قُطبِ اقطاب اُویسی۔ کوٹ چاندنہ کالا باغ


محدث اعظم حضرت
مولاناعلامہ انورشاہ
کشمیری صاحب رح





Dr Muhammad Ramzan

حضرت امام مہدی علیہ السلام اور مہدیت

زمانہ غالباً ۱۹۴۲ء کا تھا۔ حضور قبلہ عالم کی شہرت کشمیر کی وادی میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ کثرت سے سلسلۂ اویسیہ میں داخل ہو رہے تھے۔ اسی زمانہ میں اچانک حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ملک میں چرچا ہونے لگا۔ کشمیر کے بعض فقراء نے جنوب سے شمال کی طرف سرہانے بدل ڈالے۔ کہ کشمیر کے شمالی پہاڑوں سے ایک نور طلوع ہوتا نظر آتا ہے۔ جناب قبلہ سخی صاحب نے اپنی خود نوشت میں ایک خواب تحریر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کشمیر کی شمالی پہاڑیوں کی سمت سے وائل گاؤں کی طرف سے ایک جلوس کی شکل میں کثرت سے لوگ آ رہے ہیں۔ جلوس میں ایک بزرگ ہستی نمایاں طور نظر آ رہی ہے جس نے کاندھے پر ایک شیر خوار نورانی بچہ اُٹھایا ہوا ہے۔ لوگ اس کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے ہیں۔ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ قبلہ سخی صاحب بھی جلوس کے ساتھ ساتھ

چل رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جلوس دُور نکل گیا۔ اور آپ جاگ گئے۔ اِسی دوران اچانک حضور قبلہ عالم شہر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ خواجہ عبدالکریم صاحب ہیں۔ تھوڑی دیر محمد حنیف صاحب کے ہاں قیام کے بعد۔ گاندربل تشریف لے گئے۔ گاندربل میں قبلہ سخی صاحب کے ہاں پہنچے ـــــ تو سخی صاحب سے فرمانے لگے کہ خراسان کی جانب سے۔ ایک قافلہ کشمیر میں داخل ہوچکا ہے ہم نے اِس قافلہ کو دیکھنا ہے ـــــ دوسرے دن حضور قبلہ عالم خواجہ عبدالکریم صاحب کو لے کر قافلہ کی طرف روانہ ہوگئے ـــــ یہ قافلہ دائل گاؤں سے آگے پہاڑ کے دامن میں اُتر چکا تھا۔ یہ قافلہ چینی ترکستان سے ہجرت کرکے آیا تھا۔ روسی کمیونسٹ حکومت نے محض اس بنا پر کہ ان لوگوں نے اسلام سے تعلق اور اسلامی تمدن ترک کرنے سے انکار کردیا۔ ان پر شدید مظالم ڈھائے۔ یہاں تک کہ یہ مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے ـــــ یہ قافلہ تقریباً چالیس ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھا ـــــ جو اپنا وطن چھوڑ کر ہمالیہ کے پہاڑوں کے طویل سلسلہ میں سرگرداں پھرتا رہا ـــــ جگہ جگہ روسی اُن پر حملہ آور ہوتے رہے ـــــ روسی حملوں۔ اور دشوار گزار راستوں میں سفر کی وجہ سے قافلہ کے ہزاروں مسلمان ہجرت کے دوران شہید ہوگئے۔ اور قافلہ کے اکثر قبیلے منتشر حالت میں بکھر گئے۔ ان میں چند قبیلے بچ کر کشمیر کی حدود تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ کشمیر کی حدود میں داخل ہونے پر ـــــ ریاست کی ڈوگرہ حکومت نے انہیں سرحد پر روک دیا۔ مبادا ـــــ یہ مسلمان کشمیر میں داخل ہوکر مستقل سکونت اختیار کریں۔ جس سے انہیں خطرہ محسوس ہُوا۔ مسلمانانِ کشمیر ان کی شمولیت سے قوت میں آکر حکومت کا تختہ الٹ نہ دیں۔ اس وقت کشمیر میں تحریکِ آزادی چل چکی تھی۔ شیخ محمد عبداللہ نے حکومت سے کشمیریوں کے حقوق کا مطالبہ کیا تھا۔ دوسرے حکومتِ برطانیہ کو بھی علم ہوچکا تھا۔ کہ یہ لوگ روسی حکومت کے باغی باشندے ہیں۔ انہیں ریاست میں پناہ دینے ـــــ یا حکومت ہند میں پناہ دینے پر رُوسی حکومت ناراض نہ ہو۔ ڈوگرہ حکومت نے قافلہ کو واپس بھیجنے کی کوشش کی ـــــ مگر قافلہ نے واپس جانے سے انکار کردیا۔ حدودِ کشمیر میں داخل ہونے پر بضد ہوگیا ـــــ احتمال تھا کہ اس صورت میں ڈوگرہ حکومت کی سرحد پر فساد پیدا ہوجاتا ـــــ اِس لیے ڈوگرہ حکومت نے اِس شرط پر کہ اپنے تمام ہتھیار حکومت کے حوالے کردیں۔ انہیں کشمیر کی حدود میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ قافلہ کے لوگوں کے

پاس۔روسی ساخت کی بندوقیں۔اور اُونٹ۔بھیڑیں۔گھوڑے اور گھریلو سامان میں قالین اور دوسرا سامان ساتھ تھا۔چنانچہ قافلہ والوں نے اپنی رائفلیں حکومت کے حوالے کر دیں۔ کشمیر کی حدود میں داخل ہو کر ان کا ابتدائی پڑاؤ دائل گاؤں میں ہوا۔۔۔حضور قبلہ عالم قافلہ کے ابتدائی کیمپ میں تشریف لے گئے۔۔۔اور بذاتِ خود قافلہ کی بے سرو سامانی کا مشاہدہ کیا۔یہ حالت دیکھ کر حضور بے حد متاثر ہوئے۔واپسی پر ہر شخص کو قافلہ کے لوگوں کے لیے عطیات فراہم کرنے کا حکم دیا۔شہر کے لوگوں کو بھی قافلہ کے پہنچنے کا علم ہوا۔تو شہر کے لوگوں نے بھی عطیات جمع کرنے شروع کیے۔شیخ محمد عبداللہ کو بھی قافلہ کے متعلق علم ہوا۔۔۔تو انہوں نے ملک بھر میں جگہ جگہ جلسے کر کے عوام کو قافلہ کے لیے عطیات فراہم کرنے کا اعلان کر دیا۔چنانچہ تمام شہر میں لوگوں نے کپڑے۔راشن۔پکی پکائی روٹیاں۔نقدی۔جنس جمع کر کے قافلہ والوں تک پہنچانا شروع کر دیا۔لیکن ان غیور مومن مہاجرین نے اپنی بھیڑیں۔گھوڑے اور قیمتی سامان فروخت کر کے اپنی ضرورتیں پوری کیں۔

کشمیر میں داخل ہونے کے بعد۔حضور قبلہ عالمؒ بار بار گھر سے تشریف لا کر قافلہ کے حالات کا معائنہ کرتے رہے۔اِس کے علاوہ حضورؒ قافلہ میں کسی خاص شخصیت کو تلاش کرتے رہے یہاں تک کہ یہ قافلہ کشمیر کی شمالی پہاڑیوں کے دامن میں گزرتے ہوئے قصبہ بانڈی پورہ کے قریب ایک گاؤں میں پہنچا۔ایک دن حضور قبلہ عالم شہر تشریف لائے۔آپ کے ہمراہ خواجہ عبدالکریم صاحب۔جناب ارسلان خان صاحب بھی تھے۔فرمانے لگے ہم نے قافلہ کو دیکھنے کے لیے بانڈی پورہ جانا ہے۔قصبہ بانڈی پُورہ شہر سے تقریباً تیس میل دُور تھا۔بانڈی پُورہ کا راستہ شاہراہ کشمیر پر شہر سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر دائیں طرف الگ ہو کر جاتا تھا۔چنانچہ دوسرے دن شہر کے اور بھی چند مرید حضور کے ساتھ روانہ ہو گئے۔بانڈی پُورہ کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچ کر باقی مرید واپس شہر کی طرف رخصت ہو گئے۔حضور نے اس غلام کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ سب لوگ موٹر کار میں یہاں تک آئے تھے۔آگے راستہ کچا تھا۔موسم سردی کا تھا۔بارش بھی ہو رہی تھی۔اِس وجہ سے حضور نے باقی مریدوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔مگر مجھ کو اپنے ساتھ رکھا۔ آگے بھی راستہ طویل تھا۔رات اسی مقام پر ٹھہرنے کا ارادہ ہوا۔چنانچہ خواجہ عبدالکریم صاحب

کی ہمشیرہ کے گھر ٹھہرے۔ حضور قبلہ عالم کو قافلہ کے لوگوں کا بے حد فکر تھا۔ کہ کھلے میدان میں بارش اور برفباری میں انہیں بے حد تکلیف کا سامنا ہوگا۔ رفتہ رفتہ بارش نے شدّت اختیار کی۔ جوں جوں بارش تیز ہونے لگی۔ حضور کی بے چینی میں اضافہ ہونے لگا۔ حضور بار بار بارش بند ہونے کی دُعا فرماتے۔ لیکن عجیب بات دیکھنے میں آئی۔ کہ جب بھی حضور بارش بند ہونے کی دُعا فرماتے۔ بارش میں اور شدّت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی کیفیت عشاء کے بعد نصف رات تک رہی۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ حضورؒ کے دُعا کرنے پر بارش بند ہونے کی بجائے اس میں شدّت پیدا ہو جاتی ہے۔ مراقبہ کرنے پر معلوم ہُوا۔ کہ قافلہ کے مقام پر ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ اسی حالت میں کشمیر کی پہاڑیوں پر نظر پڑی تو دیکھا کہ پہاڑوں پر اتنی برف پڑی ہے کہ اُونچے درخت بھی برف میں دب گئے۔ آپ سے اس کیفیت کی تفصیل پوچھی گئی تو فرمایا کہ آج حکومت برطانیہ کی طرف سے ڈوگرہ مہاراجہ کو حکم ملا ہے۔ کہ روسی حکومت کی ناراضگی کے مدِّ نظر۔ قافلہ کے لوگوں کو واپس رُوسی سرحدوں کی طرف بھیجا جائے۔ کشمیر سے نکل کر قافلہ حکومت ہند میں داخل ہوگا۔ حکومت برطانیہ رُوسی حکومت کی ناراضگی مُول لینا نہیں چاہتی۔ اس لیے انہیں واپس روسی سرحدوں کی طرف بھیجا جائے۔ لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں۔ اس سبب برفباری سے پہاڑی راستے مسدود کر دیئے گئے۔ اب ان کے واپس کرنے کی گنجائش نہ رہی۔ لہٰذا یہ قافلہ آگے ہی بڑھتا جائے گا۔ اِن میں ایک مخصوص ہستی شامل ہے۔ جسے فلسطین، شام اور مدینہ منوّرہ تک سفر کرنا ہے۔ ہم اسی ہستی کو دیکھنے قافلہ تک پہنچتے ہیں۔ دوسرے دن صبح ہم بانڈی پُورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بارش کی وجہ سے راستہ خراب تھا۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم اور خواجہ عبدالکریم صاحب کے لیے دو گھوڑے فراہم کیئے گئے۔ باقی پیدل روانہ ہو گئے۔ دوپہر کے قریب گاؤں پہنچے۔ جہاں پہاڑ کے دامن میں قافلہ نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ عبدالکریم سپرنٹنڈنٹ پولیس کو حضور قبلہ عالم کی منشا پر قافلہ کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔ اثناء راہ میں عجیب واقعات دیکھنے میں آئے۔ گاؤں کے قریب پہنچنے والے تھے۔ حضور قبلہ عالم آگے گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ آپ کے پیچھے خواجہ عبدالکریم صاحب ان کے پیچھے باقی پیدل جا رہے تھے۔

نورُالدّین صُوفی فرماتے ہیں

اچانک مجھے خیال آیا۔ کہ مَیں قافلہ کی اس بزرگ ہستی کو دیکھ کر سجدہ کروں۔ ساتھ ہی حضور قبلہ عالم کا تصور سامنے آیا ــــ تو چلتے چلتے یک لخت زمین سے اُچھل کر چاروں شانے چت ہو کر گرا ــــ گرتے ہی سنبھلا ــــ سمجھ میں نہ آیا۔ کہ یہ حادثہ کیسے پیش آیا۔ ارسلان خان چلتے چلتے فرمانے لگے۔ ہاں ہاں۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھ۔ پیر کی طرف نظر رکھ ــــ ورنہ ٹھوکر کھائے گا۔ بات میری سمجھ میں آگئی۔ حضور قبلہ عالم نے پیچھے مُڑ کر دیکھا ــــ فرمانے لگے۔ نورالدین۔ آگے آؤ ــــ ہمارے ساتھ ساتھ چلو ــــ مَیں دوڑا۔ اور گھوڑے کے ساتھ ساتھ آپ کی رکاب تھامے چلنے لگا۔ یہاں اس وقت ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ قافلہ کے قریب پہنچے تو دیکھتا ہوں جیسے بادلوں کے بیچ میں سے سورج کی شعاعیں قافلہ پر پھیلی ہُوئی ہیں۔ تمام قافلہ نور کے سایہ میں لپٹا ہُوا نظر آیا ــــ اِسی عالم میں مشاہدہ کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ قافلہ کے ساتھ روضہ مدینہ منورہ ملحق ہے اور روضہ شریف کے صحن میں قافلہ کے لوگ میتیں لا لا کر جمع کر رہے ہیں۔ ہُوا یہ کہ قافلہ کا طویل مدت سفر۔ اور سفر کی جانکاہ مصائب۔ خوراک کی ناہمواری اور سرد موسم کی وجہ سے۔ لوگ بیمار ہو گئے۔ علاج میسّر نہ آنے کی وجہ سے اموات ہونے لگیں۔ جنہیں اِسی گاؤں میں دفن کیا جاتا۔ مَیں نے حضور قبلہ عالم سے کیفیت بیان کی۔ آپ بہت متاثر ہوئے۔ فرمانے لگے اِس مقدس قافلہ میں وفات پانے والے لوگ شہید ہیں۔ ان کی رُوحیں اجلاسِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں داخل ہو رہی ہیں۔ کیمپ میں پہنچ کر عبدالکریم صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خیمہ میں حضور تشریف لے گئے۔ آپ سے قافلہ سے متعلّق حالات دریافت فرمائے۔ عبدالکریم صاحب نے چائے پلائی۔ فارغ ہو کر حضور کیمپ میں تشریف لے گئے۔ اور اُس مخصوص ہستی کی تلاش میں ان کے خیمہ پر پہنچے۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ اسی وقت وہ خیمہ سے نکل کر کسی طرف نکل گئے۔ ہم نے ان کی تلاش کی۔ مگر جہاں بھی جائیں۔ تو معلوم ہو ــــ ابھی یہاں سے نکل کر آگے چلے گئے۔ اِسی تلاش میں وقت کافی گزرا۔ مگر وہ ہستی سامنے نہ آئی۔ آخر حضور قبلہ عالم واپس عبدالکریم

صاحب کے خیمہ میں تشریف لائے۔ یہاں سے ہم قصبہ باندی پُورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ قصبہ میں محمد حنیف صاحب رینجر تبدیل ہوکر آئے تھے۔ وہ بمعہ اہل وعیال یہاں مقیم تھے۔ ہم سب اُن کے گھر پہنچے۔ رات آرام سے گزاری۔ دوسرے دن صبح خواجہ عبدالکریم صاحب واپس گھر رخصت ہوگئے۔ چاشت کے قریب حضور قبلہ عالم نے کیمپ میں جانے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم کے لیے ایک گھوڑا فراہم کیا گیا۔ اور باقی محمد حنیف صاحب۔ ارسلان خان اور راقم پیدل کیمپ کی طرف روانہ ہوگئے۔ کیمپ میں پہنچ کر ہم نے عبدالکریم صاحب کے خیمہ میں قیام کیا۔ حضور قبلہ عالم پھر قافلہ میں اس ہستی کی تلاش میں گئے۔ مگر آج بھی ایسا ہی ہُوا۔ کہ اس ہستی نے خود کو چھپایا ـــــ اور ہمیں اُن سے ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔ دوپہر کے قریب ہم پھر واپس باندی پورہ حنیف صاحب کے گھر آگئے ـــــ دوسرے دن ارسلان خان صاحب کو بھی حضور قبلہ عالم نے رخصت کر دیا۔ اور مَیں حضور کی خدمت میں ان کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ چار دن حضور قبلہ عالم نے محمد حنیف صاحب کے گھر قیام فرمایا۔ اِن دنوں حضور مصروف رہے۔ مَیں نے عرض کی کہ مَیں بھی حضرت امام مہدی علیہ السّلام کی زیارت کرنا چاہتا ہوں ـــــ حضور نے بعد از مغرب مجھے مراقبہ میں بٹھا کر توجہ دی۔ تو مَیں نے ایک ہستی کو دیکھا ـــــ مَیں مشاہدہ کی کیفیت حضور سے بیان کرتا رہا ـــــ لیکن اس ہستی کی شکل مجھے نظر نہ آئے۔ مَیں کوشش کروں تو ایک عظیم نور کی شعاع مجھ پر پڑے۔ تو مَیں انکی شکل نہ دیکھ سکوں۔ جب بھی مَیں انہیں پہچاننے کی کوشش کروں تو مجھ پہ نُور کی تجلی پڑ جائے۔ تو مَیں کچھ دیکھ نہ سکا۔ چار دن مسلسل مَیں کوشش کرتا رہا۔ اس دوران حضور مجھ پہ توجہ ڈالیں۔ مگر مَیں سوائے نوری شعاع کے اور کچھ نہ دیکھ سکوں۔ مسلسل مراقبہ سے مَیں نے بے حد تھکان محسوس کی۔ جیسے میرا بدن ٹوٹ گیا ہو۔ ایک دن صبح حضور قبلہ عالم باہر تشریف لائے مَیں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ تو عجیب کیفیت محسوس ہوئی۔ مَیں حضور قبلہ عالم کی پیٹھ دیکھتا ہوں۔ اور مجھے خود اپنا وجود محسوس ہُوا۔ جیسے میرا ہاتھ حضور کے ہاتھ کے مشابہ ہے۔ اِس وقت میری داڑھی نہیں تھی۔ مگر مُنہ پہ داڑھی محسوس ہوئی۔ مَیں منہ کی طرف ہاتھ بڑھاؤں تو میرے ہاتھ میں داڑھی محسوس ہو۔ مَیں اپنے آپ کو پیر صاحب کی ہیئت میں محسوس کروں۔ اس کیفیت

سے میں گھبرا یا۔ میرا ابتدائی دَور تھا سلسلہ میں داخل ہوتے۔ مگر یہ کیفیت حضور کے سامنے بیان کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ شاید مجھ میں کوئی خامی پیدا ہوتی ہو ــــ شام جب حضور نے مجھے مراقبہ میں بٹھایا۔ تو پھر ایسی ہی کیفیت محسوس ہوئی۔ اور مراقبہ میں بھی خود کو حضورؒ کی شکل میں دیکھتا ہوں ــــ مجبوراً میں نے یہ کیفیت حضورؒ سے عرض کی فرمانے لگے۔ "بے وقوفا" (یہ لفظ حضور کا میرے لیے شفقت و پیار سے بھرا ہُوا خطاب تھا) تجھے علم نہیں ــــ اسے "فنائے شیخ کہتے ہیں"۔ ــــ یہ اچھی علامت ہے۔ تم پر ہماری توجہ کا یہ اثر ہے ــــ مراقبہ میں مہدی علیہ السلام کی نوری توجہ کا بھی تم پر اثر ہُوا ہے۔ اس وجہ سے تم فنائے شیخ کی کیفیت مشاہدہ کر رہے ہو۔ یہ سُن کر میری مسرّت کی انتہا نہ رہی ــــ میری دانست میں تو سالہا سال مجاہدہ کے بغیر ایسی کیفیت کا میسّر آنا ممکن نہ تھا۔ مگر یہاں حضور قبلہ عالم کی چند ساعت صحبت سے مجھے یہ مقام حاصل ہُوا ــــ جس کا میں خود کو اہل ہی نہ سمجھ سکتا تھا۔

ایک ہفتہ گزرا۔ قافلہ نے اپنا سامان سمیٹا اور آگے کی طرف روانہ ہُوا۔ آگے آگے قافلہ کے سردار گھوڑوں پر سوار۔ اپنے روائتی لباس۔ چغہ اور سر پر چرور بالوں والی ٹوپیاں) کی ٹوپیاں سجائے جا رہے تھے۔ پیچھے پیچھے باقی قافلہ کے لوگ کوئی سوار اور کوئی پیدل بھیڑیں اور اُونٹ لے کر جانے لگے۔ حضور قبلہ عالم بھی سرِراہ قافلہ کو دیکھتے رہے۔ جس وقت قافلہ کے سردار گزر رہے تھے۔ تو حضور فرمانے لگے۔ نورالدّین۔ چلو اب واپس ڈیرے پر چلتے ہیں۔ وہ "جوان" (مخصوص ہستی) ابھی سامنے نہیں آتا۔ ہمارے سامنے سے گھوڑے کو ایڑ لگا کر تیزی سے آگے چلا گیا۔ دوسرے دن حضور قبلہ عالم بھی سوپور کی طرف روانہ ہو گئے۔ محمد حنیف صاحب نے دو گھوڑے فراہم کیے۔ اور ساتھ ہی ایک خدمت گار دیا کہ ہمیں چھوڑ کر گھوڑے واپس لائے۔ دس میل کے فاصلہ پر پڑاؤ اُترا ہُوا تھا۔ جہاں حضور قبلہ عالم ٹھہرے۔ اور قافلہ میں گئے۔ قافلہ کے سب سردار حضور سے ملے۔ حضور نے ان سے مختصر گفتگو کی۔ اور کچھ حالات پوچھے اور ان سے رخصت ہو کر ہم آگے روانہ ہو گئے۔ سوپور سے کچھ فاصلہ ادھر حضور نے گھوڑے واپس کر دیئے۔ اور ہم پیدل سوپور کی طرف روانہ ہو گئے۔ قصبہ سے کچھ دُور ہمیں تانگہ ملا۔ ہم تانگہ پر بیٹھ کر بازار کی طرف چلے۔ حضور تانگہ پر آگے بیٹھے تھے۔ میں تانگہ کے

پچھلے حصّہ پر بیٹھا تھا۔ سامنے سے ایک الف ننگا فقیر آرہا تھا۔ وہ حضور کی طرف دیکھتا رہا۔ حضور نے مجھ سے پوچھا۔۔۔ نورالدین ۔۔۔ دیکھو یہ ننگا آدمی ۔۔۔ دیوانہ ہے۔ یا فقیر مجذوب ہے۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور یہ تو بالکل ننگا ہے۔ صاف پاگل نظر آرہا ہے۔ ویسے میرا استنجا نہیں۔ مَیں مراقبہ کر نہیں سکتا ۔۔۔ فرمایا ہم جو کہہ رہے ہیں تم مراقبہ کرو تو سہی۔ مَیں نے تانگہ پر بیٹھے بیٹھے مراقبہ کیا ۔۔۔ تو دیکھا یہ شخص اجلاس میں موجود ہے۔ اور سبز لباس پہنے خوبصورت لگ رہا ہے۔ مَیں نے عرض کی۔ کہ حضور یہ شخص اجلاس میں موجود ہے۔ یہاں تو اس نے سبز لباس پہنا ہے۔ فرمانے لگے۔ "ہاں یہ ولی ہے ۔۔۔ یہ شخص اس علاقہ کا محافظ ہے۔ یہ بھی اسی سلسلہ میں قافلہ کے انتظار میں گشت کر رہا ہے۔" دراصل ہم تمہارا امتحان لینا چاہتے تھے۔ کہ آیا تمہارا مشاہدہ حقیقی ہے۔ یا اس میں خیالی تصور بھی شامل ہے۔ اب تم رفتہ رفتہ پختہ ہو رہے ہو ۔۔۔ دیکھا تم نے! ۔۔۔ تم تو کہتے تھے۔ استنجا نہیں ہے۔ اس حال میں بھی تمہارا مشاہدہ صاف رہا ۔۔۔ ارے! اجلاس کا تعلق روح (روح رحمانی) سے ہے۔ جسم کا مشاہدہ سے کوئی تعلق نہیں ۔۔۔ جسم مشاہدہ میں حائل ہوتا ہے۔ اس کے لیے تزکیہ ہوتا ہے۔ اتنے دنوں توجّہ سے اس کی رکاوٹ دُور ہوگئی۔ مشاہدہ کے لیے قلب کا پاک ہونا شرط ہے۔ قلب، خواہشاتِ نفسانی ترک کرنے سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہ "حق کا آئینہ ہے" ۔۔۔ اِس پر عکس آیا تو پھر جسمانی کثافت مشاہدہ میں حائل نہیں ہوتی" ۔۔۔ ہاں! مَیں کہتا ہوں ضرور حائل ہوتی ہے۔ فقراء نے اِس جسم کی کثافت کو پگھلنے کے لیے عمریں ضائع کیں۔ مگر ہمارے پیر اکمل ۔۔۔ حضور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے محبوب کی ہی یہ خصوصیت ہے۔ کہ آپ کے مرید کسی بھی حالت میں ہوں ۔۔۔ ان کا مشاہدہ ہر حال میں جاری رہتا ہے۔ حضور قبلہ عالم بازار تشریف لائے۔ مجھے کرایہ دیا۔ لاری پر بٹھا کر رخصت کر دیا۔ اور مَیں نعمتوں سے مالا مال گھر لوٹ آیا۔ حضور قبلہ عالم گھر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ یہ مخصوص قافلہ۔ قصبہ سوپور سے ہوتا ہوا۔ پہاڑی کے دامن۔ قصبہ بارہمولہ سے آگے اُوڑی۔ چناری۔ گڑھی دوپٹہ ہوتا ہوا مظفرآباد پہنچا۔ مظفرآباد قیام کے دوران ایک بار پھر خواجہ عبدالکریم صاحب زرگر بھی قافلہ دیکھنے گئے۔ یہ سفر آپ کا باطنی حکم کے تحت تھا۔ کیونکہ حضور اس دوران گھر کی مصروفیات میں مصروف تھے۔ اِس لیے اپنے قائم مقام

خواجہ صاحب کو قافلہ کی نگرانی کے لیے بھیجا گیا۔ خواجہ صاحب کے بعد ایک بار جناب قبلہ سخی صاحب بھی قافلہ دیکھنے کے لیے گئے ــــ مظفرآباد پہنچ کر آپ نے عبدالکریم سپرنٹنڈنٹ صاحب کے کیمپ میں قیام فرمایا۔ عبدالکریم صاحب نے ایک ترجمان کو قبلہ سخی صاحب کے ساتھ دیگر قافلہ میں بھیجا۔ آپ سیدھے اس مخصوص ہستی کے خیمہ پر گئے۔ انہوں نے آپ سے ملنے میں تامل نہ کیا۔ قبلہ سخی صاحب کو دیکھ کر نہایت محبت سے پیش آئے۔ ترجمان کے ذریعہ گفتگو ہوئی۔ مگر آپ نے اپنی کچھ تفصیل بیان نہ کی ــــ تاہم قبلہ سخی صاحب نے آپ سے اپنی خود نوشت تحریر (آٹوگراف) کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا میں اُمّی ہوں۔ قبلہ سخی صاحب نے اصرار کیا کہ اپنے دستِ مبارک سے کاغذ پر کچھ لکھ کر دیں۔ آپ نے کاغذ قلم لیا ــــ ایک لمحہ توقف کیا ــــ اور کاغذ پر لکھ دیا ــــ کاغذ پر لکھا تھا ــــ "شاہ مردان" ــــ یہ آپ کا اسم مبارک تھا۔ قبلہ سخی صاحب فرماتے ہیں کہ لکھتے وقت آپ کے چہرے کی کیفیت جلالی محسوس ہوئی۔ اور ماتھے پر پسینہ کے قطرے نظر آئے۔ قبلہ سخی صاحب نہایت ہی خوش ہوئے۔ اور آپ کا شکریہ ادا کیا ــــ آپ نے بھی نہایت شفقت و پیار سے قبلہ سخی صاحب کو دیکھا۔ قبلہ سخی صاحب یہ نوشتہ لے کر واپس تشریف لائے۔

کچھ دن گزرے حضور قبلہ عالم ایک بار پھر شہر تشریف لائے۔ خواجہ عبدالکریم صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ فرمانے لگے۔ ہم نے مظفرآباد قافلہ دیکھنے جانا ہے۔ چنانچہ آپ بمعہ خواجہ صاحب مظفرآباد تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے عبدالکریم صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ حضور قبلہ عالم نے۔ عبدالکریم سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ــــ شاہ مردان سے ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ــــ شاہ مردان کے متعلق کچھ شبہات کا ذکر کیا۔ کہ وہ کیمپ سے باہر نکل جاتے ہیں۔ یا کہیں چھپے رہتے ہیں۔ عبدالکریم صاحب پر شاہ مردان کی شخصیت واضح ہو چکی تھی۔ کہ حضور قبلہ عالم ان سے ہر بار ملنے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ اور یہ کہ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ گو وہ ان کی شخصیت کا احترام کرتے تھے۔ مگر اس دفعہ ان کے دل میں شبہات نے جگہ لی تھی۔ اندرونِ دل ان کے احترام میں فرق پیدا ہو گیا تھا۔ مگر حضور قبلہ عالم کے سامنے اپنے قلبی تاثرات بیان کرنے کی

جرأت نہ کر سکے۔ اور یہ بات درست تھی۔ کہ شاہ مردان نے ایسی حرکات کا مظاہرہ کیا تھا۔ کہ جس سے ان کی شخصیت کے متعلق شبہات کا اظہار ہوتا تھا۔ حضور قبلہ عالم شاہ مردان سے ملاقات کے لیے اُن کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ مگر وہ خیمہ میں موجود نہ تھے۔ عبدالکریم صاحب نے کہا کہ وہ کیمپ سے باہر چلے نہ گئے ہوں۔ ہمیں ان کی نگرانی پر زیادہ فکرمند رہنا پڑتا ہے۔ کہیں وہ کیمپ چھوڑ کر کسی طرف نکل نہ جائیں۔ حضور نے فرمایا۔ آپ فکرمند نہ ہوں۔ وہ یہیں کہیں ہوں گے۔ حضور اکیلے آگے نکلے۔ تو شاہ مردان کو ایک چٹان پر بیٹھے محویت میں دیکھا ـــــ حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں ـــــ یہ ایک اچانک موقع تھا۔ جو ہم نے انہیں اس حالت میں دیکھا۔ کہ عرش سے نور کا ایک دھارا۔ ان پر متجلی ہے۔ اور وہ اسی نور میں غرق محویت کے عالم میں ہیں۔ فرماتے ہیں۔ جونہی ہم اُن کے قریب پہنچے۔ تو وہ اچانک جیسے خواب سے بیدار ہو گئے۔ نور کی تجلی غائب ہو گئی۔ اور شاہ مردان بغیر ملے ایک طرف نکل گئے۔ حضور قبلہ عالم کو بھی یہ حرکت ناگوار گزری۔ آپ نے افسوس کیا۔ اور واپس عبدالکریم کے خیمہ میں تشریف لائے۔ گو حضور یہ جانتے تھے کہ یہ شخص خود کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے ـــــ حضور قبلہ عالم نے اس معاملہ میں خاموشی اختیار فرمائی۔ عبدالکریم صاحب نے بتایا۔ کہ اب قافلہ کے لوگ یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہمیں انہیں پکڑ کر لانا پڑتا ہے۔ ہم پر بہت ذمہ داری ہے کہ جب تک یہ قافلہ کشمیر کی حدود سے نکل کر حکومت ہند میں داخل نہ ہو۔ ہم ان کی نگرانی کریں۔ جب ہم انہیں پکڑ کر لاتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کسی کام سے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ حقیقتاً فرار ہو کر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ امر عبدالکریم کے صاحب کے شبہہ کو تقویت دینے کے لیے کافی تھا۔ مگر حضور قبلہ عالم کی شخصیت کو دیکھ کر وہ گومگو حالت میں تھے۔ کہ سچ کیا ہے۔ اور جھوٹ کیا ہے۔ حضور قبلہ عالم نے انہیں کچھ نہ کہا۔ رات کیمپ میں قیام فرمایا۔ صبح ہوئی۔ تو خواجہ عبدالکریم صاحب نے۔ حضور قبلہ عالم سے اس رات کا ایک خواب بیان کیا۔ آپ نے عرض کی۔ کہ آج رات ہم نے دیکھا۔ ہم سب خیمے میں بیٹھے ہیں۔ اور حضور ایک کرسی پر تشریف رکھتے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ قافلہ کے سب قبیلوں کے سردار اپنے روایتی

لباس میں خیمہ کی طرف آرہے ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت عالی جاہ سیّد محمّد نورالزمان شاہ صاحب اور خود رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لا رہے ہیں ۔۔۔ ان میں شاہ مردان بھی ساتھ ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ حضور قبلہ عالم کے قریب پہنچے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبسّم فرمایا۔ عالی جاہ شاہ صاحب بھی حضورؐ سے عزّت سے ملے۔ حضورؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شاہ مردان کو بلا کر حضور سے ملایا ۔۔۔ انہوں نے مصافحہ کیا۔ اور ہنستے ہوئے بغلگیر ہو گئے۔ حضورؐ قبلہ عالم نے انہیں کرسی پر جگہ دی ۔۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم شاہ مردان سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا۔ محمّد امین صاحب آپ کے قافلہ کے منتظمِ اعلیٰ ہیں۔ آپ ان سے ملنے میں تامل کرتے ہیں ۔۔۔ اور آج بھی آپ نے انہیں رنجیدہ کر دیا۔ یہ آپ کے حال سے واقف ہیں۔ ان سے پوشیدہ رہنے کی ضرورت نہیں۔ اِس پر شاہ مردان نے عرض کی کہ ہم افشائے راز کے اندیشے کی بنار پر ایسا کرتے ہیں۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔ ابھی خواب کا ذکر ہو رہا تھا۔ کہ بعینہٖ خواب میں دیکھی کیفیت کے مطابق سامنے سے قافلہ کے سردار روایتی لباس میں اکٹھے ہو کر خیمہ کی طرف آرہے ہیں۔ ان میں شاہ مردان بھی ساتھ ساتھ آرہے ہیں۔ خیمہ کے قریب پہنچے تو شاہ مردان آگے بڑھے اور حضور قبلہٗ عالم کو السّلامُ علیکم کہہ کر بغل گیر ہو گئے ۔۔ ہاتھ چُومے حضور نے انہیں کرسی پر بٹھایا۔ اور باقی سرداروں کو بھی بٹھایا۔ اس وقت ترجمان بُلایا گیا ۔۔۔ ترجمان کے ذریعہ گفتگو ہوئی۔ شاہ مردان کچھ منفعل نظر آتے تھے۔ جیسے وہ اپنی حرکت پر نادم تھے۔ حضور قبلہ عالم نے اشارۃً اصل کیفیت کا اظہار فرمایا۔ شاہ مردان خاموش رہے۔ اِس کے بعد حضور نے سرداروں سے تفصیلی حالات سُنے۔ حضور نے ان سے آئندہ سفر کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا۔ فی الحال ہم کشمیر کی حدود سے نکل کر برطانیہ کی حکومت میں جائیں گے۔ آگے دیکھتے ہیں۔ وہاں ہم سے کیا سلوک ہو گا۔ ویسے ہمارا ارادہ اسلامی ممالک میں جانے کا ہے۔ یہ محفل حد درجہ خوش آئند و خوشگوار رہی۔ آخر سب رخصت ہو کر اپنے کیمپ میں چلے گئے۔ دوسرے دن حضور قبلہ عالم بھی واپس گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

آئندہ پروگرام کے مطابق قافلہ نے صوبہ سرحد ۔۔۔ ضلع ہزارہ میں داخل ہونا تھا۔

اس سے قبل کہ قافلہ صوبہ سرحد کی طرف بھیجا جاتا ــــ ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ کہ مظفر آباد قیام کے دوران جو خوراک حکومت کی طرف سے قافلہ والوں کو مہیا کی جاتی تھی۔ اِس میں چونا اور زہریلے مادہ کی ملاوٹ کی گئی ــــ جس سے قافلہ کے اکثر لوگ بیماری اور موت کا شکار ہو گئے۔ علاوہ ازیں طویل سفر کی پابندی کے باعث لوگوں میں اضطراب پھیلا ــــ پریشانی کے عالم میں لوگ گھبرا کر کیمپ سے بھاگنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ قافلہ میں بہت سے لوگ رات کے اندھیرے میں قافلہ سے الگ ہو کر جس طرف رُخ ہوا بھاگنے لگے۔ یہ صورتِ حال عبدالکریم سپرنٹنڈنٹ صاحب کے لیے تشویش کا سبب بنی۔ آپ نے قافلہ پر پابندی سخت کر دی۔ اور پولیس کی نگرانی بھی سخت کر دی۔ قافلہ سے جو لوگ بھاگنے کی کوشش کرتے۔ انہیں پکڑ کر واپس لایا گیا ــــ یہ سختی قافلہ والوں کے لیے مزید پریشانی کا سبب بن گئی۔ اِس طرزِ عمل سے قافلہ والوں اور پولیس کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی۔ عبدالکریم صاحب بھی اس طرزِ عمل سے متاثر ہو گئے۔ اور جو تقدس قافلہ کے متعلق آپ کے دل میں تھا۔ وہ نفرت میں بدل گیا۔ ایک دن علی الصبح شاہ مردان کھیتوں کی طرف جا رہے تھے۔ (غالباً رفع حاجت کے لیے جاتے ہوں گے) پولیس والوں نے اس شبہ پر کہ یہ بھی فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں پکڑ کر عبدالکریم صاحب کے پیش کر دیا۔ انہوں نے دریافت کیا۔ تو شاہ مردان نے کہا کہ ہم رفع حاجت کے لیے کھیتوں میں جا رہے تھے۔ لیکن چونکہ ان کے دل میں نفرت کے اثرات پیدا ہو چکے تھے۔ انہوں نے شاہ مردان کے قول کو جھوٹ پر محمول کیا۔ اور انہیں بغیر اجازت کسی طرف جانے کے لیے پابند کر دیا۔ اِس طرح عبدالکریم صاحب کا عقیدہ حضور قبلہ عالم پر بھی متزلزل ہو گیا۔ اس کے بعد حضور قبلہ عالم دوبارہ مظفر آباد تشریف نہ لائے۔ یہاں تک کہ قافلہ مظفر آباد سے روانہ ہو کر صوبہ سرحد میں داخل ہو گیا۔ قافلہ نے ایبٹ آباد میں قیام کیا۔ ضلع ہزارہ کے لوگ فطرۃً غیور ــــ اسلام دوست اور مہمان نواز واقع ہوئے۔ یہاں کے لوگ قافلہ کی تباہ حالی دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ یہاں کے لوگوں نے قافلہ والوں کی بے حد خدمت کی۔ انہیں بہترین غذا ــــ پلاؤ۔ گوشت اور ہر قسم کی سہولت مہیا کی۔ بیماروں کے علاج

کے لیے بھی ہر قسم کی سہولیات مہیا کر دیں۔ جس سے قافلہ والوں کو آرام و سکون میسّر آیا۔ قافلہ والوں پر اگرچہ حکومت کی طرف سے پولیس متعین تھی۔ لیکن مسلمانوں کا قافلہ والوں کے ساتھ ہمدردانہ سلوک دیکھ کر ان پر پابندی نرم کر دی گئی۔ لوگ آسانی سے اِدھر اُدھر گھومنے لگے۔ قافلہ میں بعض لوگوں نے معمولی کاروبار شروع کیا۔ اپنی بنائی ہوئی اشیاء اور دوسری ضرورت کی اشیاء کی خرید و فروخت شروع کر کے اپنی ضروریات خود حاصل کرنے لگے۔ حکومتِ ہند نے انگریز افسر قافلہ کے حالات جاننے کے لیے بھیجے۔ انہیں قافلہ کے حالات معلوم ہوئے۔ کہ یہ قافلہ بے سرو سامانی کے عالم میں تباہ حالی کا شکار ہو چکا ہے۔ لہٰذا حکومت نے قافلہ پر سے یکسر پابندی اُٹھائی اور انہیں ان کی مرضی پر جہاں چاہیں سکونت کے لیے آزاد چھوڑ دیا۔ قافلہ کے قبائل اسلامی حکومتوں میں جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اِس لیے حکومت نے ان پر سے پابندی ہٹالی۔ قافلہ کے لوگوں کو جب ضلع ہزارہ میں آسائش ملی۔ تو ان میں سے بعض لوگ صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں مقیم ہو گئے۔ اور ان علاقوں میں مستقل سکونت اختیار کر لی ـــــ اِس زمانہ میں پشاور میں حکومتِ انگریزیہ کے ایک پولیس افسر شہزادہ محمود بیگ صاحب تھے۔ آپ ترکی عثمانی مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ قافلہ والوں کی زبان جانتے تھے۔ آپ نے قافلہ والوں کے حالات دیکھے۔ تو انہوں نے حکومت ترکیہ سے رابطہ قائم کر کے حکومتِ ترکیہ کو قافلہ کے لوگوں کو ترکی میں بسانے پر آمادہ کر لیا۔ حکومت ترکیہ نے قافلہ کے لوگوں کو ترکی میں آنے کی اجازت دی۔ چنانچہ قافلہ سے بہت لوگ ترکی چلے گئے۔ اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ اور باقی قافلہ میں ـــــ عثمان خان قبیلہ کے سردار اور الیاس خان اور چند اور سرداران قبیلہ نے افغانستان۔ ایران کے راستہ آگے نکل

جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ قافلہ نے ایبٹ آباد سے نکل کر حسن ابدال۔ ٹیکسلا پہنچ کر خان پور میں ڈیرہ ڈال دیا۔ اِس قافلہ میں شاہ مردان بھی شامل تھے۔

ایک دن پھر حضور قبلہ عالم شہر تشریف لائے۔ اور قبلہ سخی صاحب کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ قبلہ سخی صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے خان پور ٹیکسلا قافلہ میں جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مَیں نے بھی حضور قبلہ عالم سے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ لیکن آپ نے مجھے ساتھ لے جانے سے قطعی انکار فرمایا۔ مَیں بےحد غمزدہ ہُوا۔ قبلہ سخی صاحب سے سفارش کرنے کے لیے کہا۔ سخی صاحب نے بھی میرے لیے بہت زور دیا۔ تو حضور قبلہ عالم نے فرمایا۔ ہم نورالدین کو اپنے ساتھ لے جانے پر تیار نہیں۔ تم ساتھ رکھتے ہو۔ تو اپنی ذمّہ داری پر ساتھ لے چلو۔ مَیں جانے پر بضد تھا۔ آخر مَیں بھی حضور کے ہمراہ تیار ہوگیا۔ سری نگر سے روانہ ہو کر دوسرے دن ہم ٹیکسلا پہنچے۔ ٹیکسلا سے پیدل خان پور پہنچے۔ جہاں عثمان خان۔ الیاس خان سردار اپنے قبیلہ کے ساتھ خیمہ زن تھے۔ اِس کے ساتھ ہی شاہ مردان کا خیمہ بھی لگا ہُوا تھا۔ قافلہ کے قریب پہنچے تو دیکھا چند دنوں میں ہی یہاں قبرستان بن چکا تھا۔ قافلہ کے بہت سے لوگ وفات پا چکے تھے۔ جنہیں اسی جگہ دفن کیا جاتا رہا۔ ہمارے پہنچنے پر بھی۔ لوگ ایک میت کو دفن کر رہے تھے۔ ہم قافلہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں قافلہ کا ایک آدمی ملا۔ جو عربی زبان جانتا تھا۔ حضور نے عربی زبان میں اس سے قافلہ کی کیفیت پوچھی اور شاہ مردان کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے ان کا پتہ دیا۔ اور ترجمانی کے لیے ہمارے ساتھ آیا۔ اور سیدھا شاہ مردان کے خیمہ پر لے گیا۔ آپ خیمہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ہمیں دیکھ کر فوراً خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ اور حضور قبلہ عالم سے خوش ہو کر بغلگیر ہوئے۔ مصافحہ کیا۔ اور حضور کے دستِ مبارک پر بوسہ دیا۔ پھر قبلہ سخی صاحب سے بھی بغلگیر ہوئے اور ہاتھ چُومے۔ ان کے بعد مجھ سے بھی بغلگیر ہوئے۔ اور میرے ہاتھ چُومے۔ جب میں شاہ مردان سے بغلگیر ہُوا۔ تو مجھے ایسا محسوس ہُوا۔ کہ مَیں ایک ایسے وجُود سے بغلگیر ہو رہا ہوں — جس کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ میرے بازو۔ آپ کے جسم کا احاطہ نہیں کر سکتے تھے۔ مجھ پر حیرت طاری ہوئی۔ مگر مَیں نے اپنی حیرت کو بہت کوشش سے چھپایا۔ ورنہ میرے مُنہ سے چیخ نکل جاتی —

شاہ مردان حضور سے حد درجہ عزت و محبت سے پیش آئے اور ترجمان کے ذریعہ تھوڑی دیر گفتگو کرتے رہے۔ بعد میں شاہ مردان حضور کو ساتھ لے کر الیاس خان کے کیمپ کی طرف چلے۔ اس وقت چلنے کی ترتیب یہ تھی۔ کہ آگے آگے شاہ مردان۔ انہوں نے ڈبل زین کا کوٹ پہنا تھا۔ ملیشیا کی قمیض شلوار لگی تھی۔ سر پر سفید لٹھے کی ٹوپی۔ اور پاؤں میں سفید فلیٹ جُوتا پہنا تھا۔ ہاتھ میں (غالباً چھتری یا) چھڑی تھی۔ شاہ مردان کے پیچھے حضور قبلہ عالم چل رہے تھے۔ حضور کے پیچھے قبلہ سخی صاحب اور سخی صاحب کے پیچھے میں جا رہا تھا۔ ہم سب اسی ترتیب سے چل رہے تھے۔ تو قبلہ سخی صاحب وجدانی انداز میں سُبحان اللہ ——— سُبحان اللہ پکارتے جاتے تھے۔ میں خود حیرت زدہ تھا۔ قبلہ سخی صاحب سے پُوچھ نہ سکا۔ آخر ہم الیاس خان کے کیمپ میں پہنچے۔ الیاس خان ہمیں پہچان گئے۔ آگے بڑھ کر پذیرائی کی۔ بغل گیر ہوئے۔ ہاتھ چُومے اور اپنے قریب بٹھا لیا۔ باہمی تبادلہ خیال ہُوا۔ خیریت پوچھی الیاس خان نے ہمیں قہوہ پلایا۔ جمعہ کا دن تھا۔ ظہر ہو رہی تھی۔ جمعہ کی نماز پڑھی۔ الیاس خان نے امامت کی۔ اِس طرح ہمیں قافلہ میں شمولیت سے جمعہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اور حضور سے تمام واقعات بیان کیے۔ الیاس خان نے کہا کہ ہم مشرقِ وسطیٰ۔ شام و مصر تک سفر جاری رکھیں گے۔ وقت تھوڑا تھا۔ حضور نے اجازت چاہی ——— الیاس خان تھوڑی دُور تک قبلہ عالم کے ساتھ الوداع کہنے آئے۔ الیاس خان کے کیمپ سے چل کر ہم پھر شاہ مردان کے خیمہ تک آئے۔ یہاں بھی تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ شاہ مردان نے بھی بتایا۔ کہ آپ شام۔ فلسطین۔ مدینہ منورہ تک سفر کریں گے۔ آخر شاہ مردان سے رخصت چاہی۔ آپ پھر بغلگیر ہوئے ہاتھ چُومے اور ہمیں رخصت کر دیا۔ یہاں سے رخصت ہو کر ہم واپس ٹیکسلا۔ حسن ابدال سے ہوتے ہوئے ایبٹ آباد پہنچے۔ شام ہو چکی تھی۔ شدت کی بھُوک لگی تھی۔ قبلہ سخی صاحب کی خواہش تھی کہ ہم کسی ہوٹل پر ٹھہریں گے۔ اور کھانا بھی ہوٹل سے کھائیں گے۔ مگر حضور نے ہوٹل پر ٹھہرنے سے منع فرمایا۔ اور ہوٹل سے کھانا بھی کھانے نہ دیا۔ نانبائی کی دوکان سے روٹیاں لیں اور دہی کے ساتھ روٹی کھائی۔ ہم نے سالن کی خواہش کی مگر حضور نے بغیر دہی کے اور کوئی چیز کھانے نہ

دی۔ شام کے قریب ایک لاری مل گئی اور ہم اِسی رات مظفر آباد پہنچ گئے۔ دوسرے دن حضور قبلہ عالم شاہراہ کشمیر پر بارہمولہ سے آگے سوپور قصبہ کی راہ اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے۔ مَیں اور سخی صاحب سری نگر شہر پہنچ گئے۔ دورانِ سفر ایک عجیب واقعہ رونما ہُوا۔ مظفر آباد سے سری نگر کی طرف ہم لاری میں سوار جا رہے تھے۔ کہ مظفر آباد شہر سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر لاری میں بیٹھے بیٹھے اچانک خود بخود میرے ذہن پر ایک خیال اُبھرا کہ کیا یہ ایک غیر معروف شخصیت جس کی ظاہری شکل و شباہت سے بھی امام مہدی علیہ السلام ہونا محسوس نہیں ہوتا۔ امام مہدی ہو سکتی ہے۔ اِس خیال کے اُبھرنے کے ساتھ ہی مجھ پر یک لخت غنودگی طاری ہو گئی۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک تالاب ہے۔ تالاب کے بیچ میں ہی وُہ ہستی کھڑی ہے۔ کنارے پر حضور قبلہ عالم کھڑے ہیں۔ مَیں سوچ رہا ہوں کہ مَیں اِس ہستی کو سجدہ کروں یا حضور قبلہ عالم کو سجدہ کروں۔ اچانک حضور قبلہ عالم اس ہستی کے قریب آگئے اور دونوں ہستیاں آپس میں بغلگیر ہو گئیں۔ اب دیکھتا ہوں حضور قبلہ عالم کھڑے ہیں۔ مَیں نے فوراً انہیں سجدہ کیا۔ بس مجھ پر سے غنودگی ہٹ گئی ــــ اِس اچانک خیال اور مشاہدہ سے مَیں۔ حیرت میں آگیا۔ خوفزدہ ہُوا۔ کہ یہ کیا کیفیت دیکھنے میں آئی۔ خوف کے مارے مَیں حضور قبلہ عالم سے بھی کچھ کہہ نہ سکا۔ اِس کے بعد بات ذہن سے اُتر گئی ایک سال گزرا۔ حضور قبلہ عالم شہر تشریف لائے۔ محمد حنیف صاحب کے گھر تشریف فرما تھے۔ قبلہ سخی صاحب بھی مجلس میں موجود تھے اور بھی مرید موجود تھے۔ ذکر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہو رہا تھا۔ اس وقت پھر وہ کیفیت ذہن پر آئی۔ مَیں نے حضور سے یہ کیفیت بیان کی۔ حضور قبلہ عالم سُنتے ہی غصہ کی حالت میں فرمانے لگے۔ ہم اس خطرے کے مدِّ نظر تمہیں ساتھ لے جانے پر آمادہ نہ تھے۔ کہ تم شک کا شکار ہو جاؤ گے۔ یہ واقعات ابھی صیغہ راز میں ہیں۔ ایسے واقعات میں متضاد کیفیتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ جن میں عقل شک کا شکار ہو جاتی ہے۔ یا افشائے راز سے جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت سخی صاحب نے بھی زیادتی کی۔ تمہارے ساتھ لے جانے پر زور دیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کسی وقت تم حادثہ کا شکار ہو جاؤ گے۔ تاہم مجھے تمہارا ہر وقت خیال رہا ــــ تمہاری قسمت اچھی تھی حادثہ سے بچ گئے۔ تمہیں ہماری صحبت

نے بچا لیا ــــ کہ بیشتر تم پر انکشافات ہو چکے تھے۔ دیکھو پیر کی راہنمائی میں۔ پیر کے قول پر عمل کیا کرو۔ پیر کے حکم کے خلاف اپنی پسند پر نہ چلا کرو ــــ یہ نازک مقام ہوتا ہے جب تک سینہ میں کشادگی اور عقل میں پختگی نہ ہو ــــ انسان شک و ظن میں اُلجھ کر مراتب سے گر جاتا ہے۔

ایک بار حضور قبلہ عالم شہر تشریف لائے۔ تو آپ نے اِس سلسلہ میں مشاہدہ کرنے سے باز رکھا۔ مگر ماسٹر غلام محمدؐ اور قبلہ سخی صاحب کبھی کبھی ان کے متعلق مراقبہ میں بتلاتے کہ آپ کہاں کہاں سے گزرے۔ قبلہ سخی صاحب مجھے مراقبہ میں بٹھا کر توجہ دیتے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق حالات پوچھتے۔ یہاں تک کہ ہم انہیں شام تک دیکھتے رہے۔ ماسٹر غلام محمدؐ نے بھی اُن کے شام تک پہنچنے کی خبر دی۔ اس کے بعد انہوں نے بہت کوشش کی مگر انہیں آگے کے حالات مشاہدہ نہ ہو سکے۔ مگر قبلہ سخی صاحب کی توجہ سے میں انہیں فلسطین اور مدینہ منوّرہ تک دیکھتا رہا۔ آخری بار مجھے قبلہ سخی صاحب نے مراقبہ میں بٹھایا۔ تو میں نے اُنہیں مدینہ منورہ کے بازار میں کوئی چیز فروخت کرتے دیکھا۔ اِس کے بعد مجھ پر قبض طاری ہُوا ــــ اور میرا مشاہدہ بند ہو گیا۔ پھر یہ تصوّر ہی ہر ذہن سے خارج ہو گیا ــــ

اِس واقعہ میں ایک باریک نکتہ سامنے آتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں حضرت امام مہدی کے ظہور ہونے کی شہرت عام پھیل چکی تھی۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ حضرت امام مہدی علیہ السّلام کا ظہور ہونے والا ہے۔ چنانچہ اکثر فقراء نے بھی اعلان کیا کہ حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہونے والا ہے۔ اِس سلسلہ میں جہاں تک حضور قبلہ عالم کا قافلہ کو بار بار دیکھنا ــــ اور امام مہدی علیہ السّلام کے ظہور کے متعلق۔ احادیث بیان کر کے یہ واضح کرنا۔ کہ

اِذَا جَآءَ عَسَاکِرُ مِنْ جَانِبِ الْخُرَسَانَ فَتَجَسَّسُوْا فَاِنَّ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ الْمَھْدِیْ فِیْھِمْ

حضور اس حدیث کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ مِنْ جَانِبِ الْخُرَاسَانَ ــــ خراسان کی جانب سے ایک جماعت ہجرت کر کے نکلے گی۔ پس تجسّس کرو اس قافلہ میں خلیفۃ اللہ المہدی ہوں گے۔ یہی وہ قافلہ ہے جسے حضور بار بار خان پور تک

دیکھتے رہے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا۔ امام مہدی اس قافلہ میں موجود ہیں ــــ لیکن عمر کے لحاظ سے۔ جب کہ سُنا گیا ہے۔ کہ ظہورِ مہدی آپ کی چالیس سال کی عمر میں ہوگا۔ اِس حساب سے زمانہ کافی گزر چکا۔ مگر امام مہدی کا ظہور نہ ہُوا ــــ دیکھنا یہ ہے۔ کہ باوجود فقراء کے اعلان کے وقت پر امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہیں ہُوا۔ گزشتہ زمانوں میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ کہ زمانہ کے فقراء اکثر وقتوں میں ایسی ہی پیش گوئیاں کرتے رہے۔ مگر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہ ہُوا ــــ

حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ عالی جاہ شاہ صاحب نے فرمایا ــــ کشمیری ظہورِ مہدی علیہ السلام کا وقت آگے چلا گیا۔ حضور نے عرض کی کہ کیا ہم وہ زمانہ پائیں گے؟ ــــ عالی جاہ شاہ صاحب نے فرمایا ــــ "شاید" ــــ چنانچہ حضور کے زمانہ میں ظہورِ مہدی کی شہرت عام ہو گئی ــــ مگر تا حال ان کا ظہور نہیں ہُوا ــــ لیکن جہاں تک حضور قبلہ عالم کے تجسس کا تعلق ہے۔ حضور قبلہ عالم نے اِس سلسلہ میں بہت سے انکشافات کیے۔ جن میں قافلہ میں ایک مخصوص ہستی کی نشاندہی فرمائی جس کا تعلق ظہورِ مہدی علیہ السلام سے ہی تھا۔ اور لوگوں نے یہ باور کر لیا۔ کہ اس قافلہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام شامل ہیں۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے جو وضاحت طلب ہے۔ کہ حضور قبلہ عالم کی حیات میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہ ہُوا۔ لیکن یہ امر مسلّمہ و محقق ہے۔ کہ حضور قبلہ عالم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حقیقت کو پا لیا۔ جس حقیقت سے بہت کم فقراء آگاہ ہیں۔ وہ ایک کیفیت پاتے ہیں۔ مگر اس کیفیت کی اصل تک ان کا ادراک نہیں۔ حضور قبلہ عالم ظہورِ مہدی علیہ السلام کے متعلق محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ فصوص الحکم سے بیان فرماتے ہیں۔

محی الدین ابنِ عربی کے نزدیک امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ایک حقیقی واقعہ ہے۔ جو حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام اور ان کے ظہور کے وقت کا علم دیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ایک تجلّی وارد ہُوئی۔ اور آپ بے ہوش ہو جاتے

اصل مقصد شاہ مرداں کے ذکر کا تھا .. جنکی نسبت ام ام مہدی سے تھا .. واللہ اعلم ورسولہ۔